جوتا خور صدر

مولانا حیدر رضا رضوی صاحب ملک پوری

بہت سارے حادثات و واقعات دنیا میں آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔کوئی واقعہ ہوا لوگوں میں کچھ دنوں تک اس کا چرچا ہوتا رہا مگر پھر ہیروشیما اور ناگاساکی کے حادثات کی طرح لوگ اس کو بھی فراموش کردیتے ہیں۔کچھ حادثات و واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا تعلق کسی مذہب یا عقیدہ سے ہوتا ہے جس کی یادگار اس مذہب کے لوگ ہر سال مناتے ہیں اس لئے اس قسم کے حادثات و واقعات دائمی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی حادثہ یا واقعہ صرف وقتی ہوتا ہے جس کا تذکرہ عوام میں کچھ دنوں تک رہتا ہے پھر آہستہ آہستہ وقت کی گرد کی تہہ میں دب کر ختم ہوجاتا ہے۔

اسی طرح کے واقعات میں ایک واقعہ منتظر الزیدی کا سابق امریکی صدر مسٹر بش کو جوتے پھینک کر مارنے اور کتّا کہنے کا ہے۔جس کی خبر ٹیلی کاسٹ کے ذریعہ تمام ممالک میں دیکھی اور سنی جارہی تھی اور تقریباً ہر جگہ لوگوں نے اس کو حیرت سے دیکھا اور سنا پھر اخباروں اور رسالوں میں یہ خبر شائع ہوئی اور لوگوں نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنے اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا کسی کو یہ بات بہت بری لگی اور کسی کو بہت اچھی لگی۔سوچنے اور سمجھنے اور بولنے کا حق تو سبھی کو حاصل ہے اس کی پرواہ کون کرتا ہے کہ اسے کیا سوچنا، سمجھنا اور بولنا چاہیئے، حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے؟ آج کے دور میں اتنی گہرائی سے سوچنا اور سمجھ بوجھ کر بولنا تقریباً ممنوع ہے۔

ہوا کیا تھا؟ بس یہی نا کہ سابق امریکی صدر بش جن کا نام ہی جنگل جھاڑ کی نشاندہی کرتا ہے عراق کے دورہ پر بلا روک ٹوک تشریف لے آئے جیسے یہ ان کا اپنا ملک ہو، یا عراقیوں نے انہیں دعوت دی ہو کہ حضور ہم لوگ آپ جیسے وحشی صاحب بہادر کے دیدار کے لئے ترس رہے ہیں اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں۔۔۔۔! ایسا کچھ بھی نہ تھا۔۔۔۔مگر جارج بش اس اجڑے ہوئے عراق کے دورہ پر فاتح کی شان سے عراقیوں کے زخم پر نمک چھڑکنے اور پریس کانفرنس کو مخاطب کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔تعجب ہے کہ وہ شخص خود کو فاتح کیسے سمجھ بیٹھا جب کہ فتح کا تعلق مار لینے یا مار کھانے سے نہیں ہے بلکہ فتح کا تعلق عوامی ہمدردی اور اہل انصاف کی مدح و ثنا سے ہے۔اہل انصاف مدح کریں تو عمل صحیح ہے اور اگر مذمت کریں تو اقدام غلط ہے۔

انصاف سے دیکھا جائے تو اہل انصاف کو یہ کہنا پڑے گا کہ عراق میں بش کی حیثیت ایک جارح کی تھی۔ عراق کا سابق حکمراں گرچہ اپنی حکومت کو جمہوریہ عراق کہتا

تھا مگر وہ ڈکٹیٹر تھا اپنی رعایا کے ساتھ اس کا طرز عمل ظالمانہ ہی تھا۔ وہ لوگ جو اس کی غیر اسلامی، غیر آئینی اور شیطانی طرز عمل کی مخالفت کرتے تھے انہیں قتل کر کے اپنی راہ سے ہٹا دیتا تھا اور سخت ترین سزائیں دیتا تھا وہ اپنے سامنے کسی کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ بش کے بہکاوے میں آکر وہ ایران سے الجھ پڑا جس کا نتیجہ بھی اس نے دیکھ لیا، کویت اور ایران سے جنگ کے بعد وہ بش کو اچھی طرح پہچان چکا تھا وہ اس حقیقت کو سمجھ چکا تھا کہ بش کی نظر عراق کے وسائل پر ہے وہ عراق کو کمزور کر کے اپنا اطاعت گزار بنانا چاہتا ہے اسی لئے عراق کے معاملہ میں وہ بش کی پالیسی سے متفق نہیں تھا، بش نے دیکھا کہ جب تک صدام عراق کا حکمراں رہے گا اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوگی، یہی وجہیں تھیں جو بش اپنی طاقت کے زعم میں عراق پر حملہ آور ہوا اور نہ صدام نے جنگ کی ابتدا کی تھی اور نہ بش کو جنگ کی دعوت دی تھی جن باتوں کو بش نے عراق پر حملہ کی وجہ قرار دیا تھا وہ ساری باتیں غلط ثابت ہوئیں، اس طرح بش کا عراق پر حملہ ایک جارح کا حملہ تھا۔

بش نے اپنے مفاد کی خاطر عراق کو تباہ و برباد کر دیا اور خود کو فاتح سمجھنے لگا حالانکہ فتح و شکست کا حقیقی فیصلہ صاحبان عقل و انصاف کے مدح و ذم پر کیا جاتا ہے، دنیاوی نقطۂ نظر سے ظالم، مظلوم کو طمانچے مار کر خود کو فاتح اعظم سمجھنے لگتا ہے لیکن اہل انصاف یہی کہتے ہیں کہ ظالم نے برا کیا اسے ایسا ظالمانہ برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے تھا اور یہی درحقیقت مظلوم کی فتح ہے۔

اب اس وقت کے حالات پر نظر ڈالیں جب امریکہ نے چند من گڑھت بہانوں کے سہارے عراق پر حملہ کیا اور ظلم وتشدد، قتل وخون اور لوٹ مار کا بازار گرم کیا تو دنیا محو حیرت تھی اور صاحبان عقل و دانش اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں حقیقت کیا ہے اور جب یہ بات سامنے آگئی کہ امریکہ کے بہانوں کی کوئی حقیقت اور اصلیت نہیں ہے اور اس کا عراق پر حملہ بے بنیاد ہے تو اسی وقت سے بش کی مقبولیت کا گراف انحطاط کی طرف مائل ہونے لگا حد ہوگئی کہ خود امریکہ میں وہ ذلت و رسوائی کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ دوسرے ممالک کو برائی کا محور کہنے والا خود ہی برائی کا مرکز بن گیا، کچھ دنوں کے بعد تو یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ بش انسان نہیں ہے بلکہ شیطان ہے اور جب انسان شیطان صفت ہوجاتا ہے تو شیطان سے زیادہ خطرناک ہوجاتا ہے۔

قابل تعریف ہے منتظر الزیدی کا عراقی جوتا جس کی تاسّی میں کناڈا میں بھی بش پر جوتوں کی بارش ہوئی ہے۔ منتظر الزیدی کا جوتا ایک ظالم و جابر، استعماری و استبدادی طاقت کے خلاف ایک ایسا عراقی تحفہ تھا جس نے بش کی ساری اکڑ نکال دی۔ شاید بش کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ عراق ہے جہاں کربلا بھی ہے اور حسینؑ بھی ہیں جنہوں نے اپنا گلا کٹوا کر ایک ایسے ہی فاسق و فاجر حکمراں کا گلا گھونٹ دیا تھا۔

عراقی ہارے نہیں ہیں بلکہ ظلم وتشدد کی چکّی میں پیسے گئے ہیں، منتظر الزیدی کا جوتا اسی عمل کا ردعمل تھا۔ منتظر الزیدی کو تین سال کی سزائے قید ہوئی ہے۔ عراق میں اس فیصلے کی مخالفت غماز ہے اس بات کی کہ یہ سزا بھی کسی باہری دباؤ کا نتیجہ ہے یا پھر سیاسی مصلحت۔

